عائلی قانون میں جماعت اسلامی کی تجویز کردہ اصلاحات

[جیسا کہ اخبارات کے ذریعہ سے معلوم ہو چکا ہے، اسلامی مشاورتی کونسل کے سامنے اس وقت ۱۹۶۰ء کا فیملی لاز آرڈی ننس زیرِ غور ہے۔ جماعت اسلامی پاکستان نے اس موقع پر اتمامِ حجت کے لیے ایک ترمیمی مسودۂ قانون مرتب کر کے کونسل کو بھیج دیا ہے تاکہ ہماری طرف سے یہ بتانے میں کوئی کسر نہ رہ جائے کہ شریعت کے مطابق اس قانون میں کیا اصلاحات ہونی چاہییں۔ افادۂ عام کے لیے ان صفحات میں اصل قانون کی قابلِ اعتراض دفعات کا خلاصہ اور اس کے بالمقابل جماعت اسلامی کے پیش کردہ بل کی دفعات کا ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے۔ ترتیب یہ ہے کہ پہلے آرڈیننس کی دفعہ کا ملخص پیش کیا گیا ہے اور اس کے بعد جماعت کے ترمیمی بل کی دفعہ درج کر دی گئی ہے۔

اس کے ساتھ جماعت نے وہ کتابچہ بھی مشاورتی کونسل کو ارسال کیا ہے جس میں اس آرڈی ننس پر ملک بھر کے مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کرام کی تنقیدات شامل ہیں۔]

تعریفات

آرڈی ننس کی دفعہ ۲ میں عائلی تنازعات کے تصفیہ کے لیے ایک مصالحتی کونسل تجویز کی گئی ہے، جو ایک چیئرمین اور فریقین کے ایک ایک نمائندے پر مشتمل ہو گی۔ اس کے ساتھ حسبِ ذیل شرائط عائد کی گئی ہیں:

(۱) اگر فریقین ایک متعین مدت کے اندر اپنے نمائندے نامزد نہ کریں تو ان کے بغیر ہی کونسل کی تشکیل ہو جائے گی۔

(ب) چیئرمین سے مراد یونین کونسل کا چیئرمین ہوگا یا کوئی ایسا شخص ہوگا، جسے مرکزی یا صوبائی حکومت، یا ان کا کوئی افسر چیئرمین ہونے کے اختیارات تفویض کرے۔

اس دفعہ کے بجائے جماعت اسلامی پاکستان کی طرف سے پیش کردہ دفعہ درجِ ذیل ہے:

"(ا) مصالحتی یا ثالثی کونسل سے مراد ایک ایسی مجلس ہے جو فریقین کے ایک ایک نمائندے پر مشتمل ہو۔

(ب) پریذائیڈنگ افسر سے مراد ایک ایسی عدالتِ ماتحت کا پریذائیڈنگ افسر ہے جو مسلم عائلی تنازعات کے تصفیہ کی مجاز ہو۔

(ج) اپیلٹ کورٹ سے مراد ڈویژنل اپیلٹ کورٹ ہے جسے عدالتِ ماتحت کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کے اختیارات دیئے گئے ہوں۔"

وراثت

آرڈی ننس کی دفعہ ۴ کی رُو سے اگر مورث کی زندگی میں اُس کا کوئی لڑکا یا لڑکی فوت ہو گئی ہو تو اس کی اولاد وراثت میں سے اتنا حصّہ پانے کی جتنا کہ وہ لڑکا یا لڑکی زندہ ہونے کی صورت میں پاتے۔

جماعت کی تجویز یہ ہے کہ اس دفعہ کو حسبِ ذیل دفعہ سے تبدیل کر دیا جائے:

"مورث کی زندگی میں اُس کا کوئی لڑکا یا لڑکی فوت ہو جائے تو اُس کے جو وارث بھی مورث کی موت کے وقت زندہ ہوں، وہ مورث کی جائداد کا اُتنا حصّہ پائیں گے جتنے حصّے کی وصیت مورث نے اُن کے حق میں کی ہو، مگر یہ حصّہ کل جائداد کے ایک تہائی سے زائد نہ ہوگا۔ اور اگر مورث نے کوئی وصیّت نہ کی ہو تو اس صورت میں فوت ہو جانے والے لڑکے یا لڑکی کے وارث مورث کے دوسرے ورثا سے اُتنا نفقہ وصول کرنے کے حقدار ہونگے جتنا کہ مسلم عائلی تنازعات کا تصفیہ کرنے والی عدالت تمام متعلقہ امور پر غور کرنے کے بعد اسلامی شریعت کے مطابق ان کے لیے تجویز

کرے لیکن یہ نفقہ اُس وصیت کی مقدار سے زائد نہ ہوگا جتنی وصیت کہ متوفی ان کے حق میں شرعاً کر سکتا تھا۔

نکاحوں کی رجسٹریشن

آرڈی ننس کی دفعہ ۵ کی رُو سے لازم ہے کہ ہر اس نکاح کی اطلاع نکاح رجسٹرار کو دی جائے جو خود نکاح رجسٹرار نے نہ پڑھایا ہو۔ یہ اطلاع دینا نکاح پڑھانے والے کی ذمّہ داری ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں اس کے لیے تین ماہ کی قید محض یا ایک ہزار روپے تک جُرمانہ یا دونوں سزائیں ہیں۔

اس دفعہ کے بجائے جماعت کی تجویز کردہ دفعہ درج ذیل ہے:

"ہر وہ نکاح جو نکاح رجسٹرار نے نہ پڑھایا ہو، اس کی اطلاع نکاح خوان وقوع نکاح کے تین ماہ کے اندر اندر نکاح رجسٹرار کو دیگا۔ جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے اُسے ایک سو روپیہ تک جرمانہ کی سزا دی جائے گی لیکن محض نکاح کا درج رجسٹر نہ ہونا نکاح کی صحت پر اثر انداز نہ ہوگا۔

تعدُّدِ ازواج

آرڈی ننس کی دفعہ ۶ کی رُو سے سابق نکاح کی موجودگی میں کوئی شخص دوسرا نکاح نہیں کر سکتا، جب تک کہ وہ اپنی موجودہ بیوی یا بیویوں سے اس کی اجازت حاصل نہ کرے اور اس اجازت نامے اور نئے زیر تجویز نکاح کے وجوہ کو مصالحتی کونسل کے سامنے پیش کرکے اُس سے نکاح ثانی کی منظوری نہ لے لے۔ مصالحتی کونسل اگر چاہے تو اس منظوری کے ساتھ مزید شرائط بھی عائد کر سکتی ہے۔ جو شخص ایسی منظوری حاصل کیے بغیر نکاح کرے اُسے ایک سال تک کی قید محض یا ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

اس دفعہ کے بجائے جماعت نے درج ذیل دفعہ پیش کی ہے:

(۱) اگر ایک شخص کی ایک یا ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے کسی کے ساتھ اسلامی شریعت کے مطابق "انصاف" نہ کرے تو جس بیوی یا جن بیویوں کی حق تلفی ہو، انہیں یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ عائلی تنازعات کی خاص عدالت سے کورٹ فیس کے بغیر چارہ جوئی کریں اور عدالت انہیں انصاف پر مجبور کرے گی۔

(۲) "انصاف" سے مُراد یہ ہے کہ اگر ایک بیوی ہو تو خاوند اس کا نان و نفقہ اور دیگر حقوق زوجیت ادا کرے اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ اور اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان سے جملہ امور مذکورۂ بالا میں یکساں برتاؤ رکھے۔

طلاق

"آرڈی ننس کی دفعہ ۷ یہ لازم کرتی ہے کہ جو شخص بھی اپنی بیوی کو طلاق دے، وہ اس کی تحریری اطلاع چیئرمین کو دے، ورنہ اُسے ایک سال تک قید یا پانچ ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔ اِس تحریری نوٹس پر ۹۰ دن گزرے بغیر طلاق نافذ نہ ہو سکے گی۔ طلاق خواہ معلّق ہو یا غیر معلّق، چیئرمین اس نوٹس کے بعد تیس دن کے اندر اندر فریقین کے مابین مصالحت و مراجعت کے لیے ایک مصالحتی کونسل تشکیل دے گا اور یہ کونسل فریقین کے درمیان مصالحت کے لیے ہر ممکن تدبیر کرے گی۔ اگر بیوی حاملہ ہو تو جب تک وضعِ حمل یا ۹۰ دن، دونوں میں سے طویل تر مدت نہ گزر جائے طلاق نافذ نہ ہوگی۔ اس آرڈی ننس کی جملہ شرائط کے مطابق طلاق کو جب تک تین مرتبہ نافذ و مؤثر قرار نہ دیا جائے، مطلّقہ عورت اور طلاق دہندہ مرد کے مابین دوبارہ نکاح میں کوئی امر مانع نہ ہوگا اور سابق خاوند پر اس عورت کے حلال ہونے کے لیے یہ بھی ضروری نہ ہوگا کہ درمیان میں اس عورت کا نکاح کسی دوسرے مرد سے ہو۔"

جماعت کی تجویز یہ ہے کہ اس پوری دفعہ کو حذف کر دیا جائے اور اس کی جگہ صرف حسب ذیل الفاظ میں ایک دفعہ رکھ دی جائے :

(۱) جو خاوند زبانی یا تحریری طور پر ایک ہی وقت اور ایک ہی نشست میں تین طلاق دے، اس کو مطلقہ کی شکایت پر ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ یا اس کی عدم ادائیگی کی صورت میں تین ماہ تک قید محض کی سزا دی جائے گی، اس سے واجب الادا مہر بھی مطلقہ کو دلوایا جائے گا، اور نہ دے تو اسے حکومت کے عائد کردہ مالیۂ اراضی کی طرح وصول کیا جائے گا۔ لیکن مسلمانوں کے جو فرقے اپنی فقہ کی رو سے اس طرح کی تین طلاق کو طلاقِ مغلّظہ قرار دیتے ہیں، ان کے حق میں یہ طلاق مغلظہ (یعنی غیر رجعی) ہی شمار ہوگی۔

(۲) جو شخص مذکورۂ بالا طریق پر طلاق کی دستاویز تحریر کرے گا یا اس پر شہادت دیگا، اُسے مندرجۂ بالا جرم میں اعانت کا مجرم قرار دے کر سزا دی جائے گی۔"

تفویضِ طلاق و تفریقِ زوجین

آرڈی ننس کی دفعہ ۸ یہ لازم کرتی ہے کہ اگر شوہر بیوی کو حق طلاق تفویض کردے اور بیوی اس حق کو استعمال کرنا چاہے یا زوجین کسی دوسرے طریق پر تفریق چاہیں، تب بھی وہ ان تمام قواعد و ضوابط کی پابندی کریں جو اوپر دفعہ ۷ میں بیان ہوئے ہیں۔

اس کی جگہ پر جماعت کی طرف سے یہ دفعہ پیش کی گئی ہے :

"اگر خاوند نے بیوی کو حقِ طلاق تفویض کر دیا ہو، تو وہ اپنی مرضی کے مطابق کسی سے رجوع کیے بغیر اور کسی سے اجازت لیے بغیر آزادانہ طور پر یہ حق استعمال کر سکتی ہے۔"

نان و نفقہ

آرڈی ننس کی دفعہ ۹ کا منشا یہ ہے اگر خاوند اپنی بیوی یا بیویوں کو مناسب اور

منصفانہ نان و نفقہ نہ دے تو وہ بیوی یا بیویاں دیگر قانونی چارہ جوئیوں کے علاوہ چیئرمین سے درخواست کر کے ایک ثالثی کونسل بنوا سکتی ہیں جو ایک متعین مقدار کے نان و نفقہ کا سرٹیفکیٹ جاری کر سکتی ہے۔ اس سرٹیفکیٹ پر نظر ثانی کے لیے کلکٹر یا ایس ڈی او سے درخواست کی جا سکتی ہے، جس کا فیصلہ قطعی ہوگا اور جس کے خلاف کسی عدالت میں کارروائی نہ ہوگی۔"

اس دفعہ کے بجائے جماعت کی تجویز کردہ دفعہ درج ذیل ہے:

"اگر ایک خاوند اپنی بیوی یا بیویوں کو مناسب اور منصفانہ نان و نفقہ نہ دے تو جس بیوی کو شکایت ہو وہ علاوہ اس چارہ جوئی کے جو وہ ضابطۂ فوجداری پاکستان کی دفعہ ۴۸۸ کے تحت کر سکتی ہے، یہ حق بھی رکھتی ہے کہ مسلم عائلی تنازعات کے لیے مخصوص عدالت کے پریزائیڈنگ افسر سے درخواست کرے جس پر وہ ایک ثالثی کونسل تنازعے کے تصفیہ کے لیے مقرر کرے گا اور اس کی ناکامی کی صورت میں تنازعہ کا خود فیصلہ کرے گا اور خاوند کے ذمے واجب الادا نان و نفقہ کا سرٹیفکیٹ جاری کرے گا۔

(۲) اس سرٹیفکیٹ کے خلاف خاوند یا بیوی متعین طریق پر اور متعین مدت کے اندر ڈویژنل اپیلیٹ کورٹ برائے تصفیہ عائلی تنازعات میں نظر ثانی کی درخواست دے سکیں گے۔ اس کا فیصلہ قطعی ہوگا جس کے خلاف کسی عدالت میں چارہ جوئی نہ ہو سکے گی۔

عدالتی نظام برائے فیصلہ عائلی تنازعات

"آرڈی ننس کی دفعہ ۱۱ کے تحت صوبائی حکومت کو اختیار دیا گیا ہے، کہ وہ آرڈی ننس کے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مختلف قواعد و ضوابط بنائے،

(چنانچہ اس کے تحت صوبائی حکومت نے یونین کونسلوں اور عائلی عدالتوں کو عائلی مقدمات کے تصفیہ کا مجاز بنایا ہے)۔

اس دفعہ کے بجائے جماعت اسلامی کی طرف سے دفعاتِ ذیل پیش کی گئی ہیں:

" (۱) وراثت کے مقدمات کے ماسوا تمام تنازعات جن کا تصفیہ مسلم فیملی لاز آرڈیننس ۱۹۶۱ء کے تحت تجویز کیا گیا ہے، ان کے لیے عدالتہائے تصفیہ برائے مسلم عائلی تنازعات (MUSLIM FAMILY DISPUTES SETTLEMENT COURTS) کے نام سے خاص عدالتیں درجِ ذیل طریق پر قائم کی جائیں:

(۱) پاکستان کی ہر تحصیل یا سب ڈویژن میں ابتدائی سماعت کے لیے ایک ماتحت عدالت قائم کی جائے۔

(۲) شق (۱) کے مطابق جو عدالت ماتحت قائم ہو، اس کی صدارت پر ایسا شخص نائز ہو جو ذیل کی صفات سے متصف ہو:

(ا) وہ لازماً مسلمان ہو،

(ب) وہ شریعتِ اسلامی، بالخصوص مسلم شخصی قانون کا ضروری علم رکھتا ہو،

(ج) وہ لازماً ایک سن رسیدہ شخص ہو جس کی عمر پینتالیس سال سے کم نہ ہو، اور اخلاق و سیرت کی پختگی اور اسلامی طرز کی زندگی بسر کرنے میں شہرت رکھتا ہو۔

(۳) اس طرح تشکیل شدہ عدالتیں سرکٹ کورٹس کی طرح کام کریں اور اپنے حدودِ اختیار پر مشتمل پورے علاقے میں دورہ کریں۔ یہ عدالتیں فریقین اور ان کے مسلّم نمائندوں کے زبانی بیانات کی سماعت کر سکیں گی اور فریقین پر کوئی فیس عائد نہ ہوگی۔

مزید شرط یہ ہے کہ یہ عدالتیں عائلی تنازعات کے تحت آنے والے مقدمات کی کارروائی کے آغاز سے قبل اس امر کی مجاز ہوں گی کہ فریقین تنازعہ کو حکم دیں کہ وہ اپنے اپنے کنبے سے ایک ایک نمائندہ ثالثی کونسل کی تشکیل کے لیے نامزد کریں جو پندرہ دن کے اندر اندر مصالحت کی کوشش کرے گی اور اس کے نتائج کی تحریری رپورٹ صدرِ عدالت کو دے گی۔ اگر ثالثی کونسل مصالحت میں ناکام رہے یا فریقین یا ان میں سے کوئی ایک نمائندہ نامزد نہ کرے، تو صدرِ عدالت فریقین اور گواہان کے

بیانات اور شہادتیں سننے اور ریکارڈ کا ملاحظہ کرنے کے بعد جس قدر عجلت کے ساتھ ممکن ہو تنازعے کا فیصلہ کر دے گا۔

(۴) اپیلیٹ کورٹ کا صدر لازماً ایسا شخص ہوگا:

(ا) جو مسلمان ہو،

(ب) جو عربی زبان اور اسلامی شریعت کا ضروری علم رکھتا ہو اور مسلمانوں کے شخصی قوانین کے نفاذ یا تعلیم و تدریس کا کم از کم پانچ سال کا تجربہ رکھتا ہو،

(ج) جس کی عمر پچاس سال سے زائد ہو اور جو سیرت و اخلاق، تقویٰ اور کتاب و سنت کے مطابق اسلامی طرزِ حیات کی پابندی میں معروف ہو۔"

قانونِ نکاحِ صغار

آرڈی ننس کی دفعہ ۱۲ کی رُو سے سولہ برس سے کم عمر کی لڑکی کو صغیرہ قرار دیا گیا ہے جس کا نکاح قانون نکاحِ صغار ۱۹۲۹ء کے تحت جرم مستلزم سزا ہے۔

اس کے بجائے جماعت کی طرف سے درجِ ذیل دفعہ تجویز کی گئی ہے۔

"(۱) ۱۹۲۹ء کے قانون نکاح یا کسی دوسرے قانون، آرڈی ننس، ریگولیشن یا رولز کے باوجود ایک سرپرست کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے زیر سرپرستی کم سن لڑکے یا لڑکی کا نکاح مسلم عائلی تنازعات کی عدالت سے منظوری لے کر کر دے۔

(۲) عدالتِ مذکور ایسے نکاح کی معقول ضرورت کے بارے میں اطمینان کر لینے کے بعد نکاح کی اجازت دینے کی مجاز ہوگی۔

(۳) عدالت جب بھی اس طرح نکاح کی اجازت دیگی تو اس کے ساتھ اس امر کا سرٹیفکیٹ بھی دیگی کہ تمام متعلقہ افراد قانونِ پابندئ نکاحِ صغار ۱۹۲۹ء کی زد سے بری و آزاد ہیں۔

لیکن مندرجہ بالا شقیں ان شرائط کے ساتھ مشروط ہیں کہ:

(الف) اجازت کا اطلاق صرف انعقادِ نکاح پر ہوگا۔ رخصتی بلوغ سے پہلے نہ ہو سکے گی۔ (ب) جو نکاح اسلامی شریعت میں جائز ہو اور قواعدِ شرعیہ کے مطابق منعقد ہوا ہو وہ محض اس وجہ سے فاسد یا باطل نہ ہوگا کہ وہ اس آرڈی ننس یا ۱۹۲۹ء کے قانونِ نکاح کے قواعد و ضوابط کے خلاف ہے۔"